نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو ۔ کہ قرآں میں آیا ہے لا تقنطوا۔

THE MESSENGER

پندرہ روزہ

پیغامبر

اسکاربرو کینیڈا

مدیر سہیل اختر

۱۰ جون ۱۹۸۸ء

رمضان المبارک میں عمرہ کیجئے

ٹورانٹو ۔ ایم اینڈ جے ٹریول کے ظہیر چودھری اور محمد جاوید پال نے ایک ملاقات میں بتایا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی اور بہنوں کی خدمت کیلئے آج بھی پیش پیش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں عمرہ کرنے والوں کیلئے خصوصی انتظامات کئے ہیں — اگر آپ بھی عمرہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل نمبر پر فون کیجئے۔

960-8348

تیل بردار جہازوں پر حملوں سے خطرناک صورتحال پیدا ہو چکی ہے

دنیا کسی بھی وقت عالمی جنگ کی لپیٹ میں آسکتی ہے

کاف احمد

٭ ۴۴ ماہ سے جاری ایران عراق جنگ نے حالیہ دنوں میں ایک ایسا خوفناک رخ اختیار کر لیا ہے جس میں انسانی جان و مال کے وسیع نقصان اور عالمی و علاقائی امن کی تباہی کے بیش از بیش امکانات موجود ہیں۔ وہ لڑائی جو اب تک بظاہر فریقین کے اپنے اپنے اہداف تک محدود رہی اس نے اب پھیل کر دوسرے ممالک کو بھی براہ راست اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس کا آغاز پچھلے دنوں عراق کی طرف سے جزیرہ خرج میں ایرانی تیل بردار بحری جہاز پر زبردست حملے سے ہوا۔ ایران نے فوری طور پر جواب کارروائی کی اور خلیج میں عراق کے دو حلیفوں یعنی کویت اور سعودی عرب کے تیل بردار بحری جہاز لپیٹ میں آگئے۔ چنانچہ انہیں تباہ کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی ایرانی رہنما امام خمینی کا انتباہ سامنے آگیا۔ جب تک عرب ممالک بالخصوص کویت اور سعودی عرب نے عراق کے صدر صدام کی حمایت اور پشت پناہی کا سلسلہ ترک نہ کیا تو حملے جاری رکھے جائیں گے۔ بحری جہازوں پر حملوں اور ایرانی موقف کے بعد عالمی ڈپلومیسی میں ایک زبردست ہلچل مچ گئی۔ دونوں سپر پاورز متحرک ہو گئیں امریکہ نے بحرہ عرب میں موجود اپنے طیارہ بردار جنگی بحری جہاز کو خلیج کی طرف روانہ کر دیا ہے جبکہ اس نے علاقے میں اپنی دوسری افواج اور بحری اڈوں کو پوری طرح چوکس رہنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری طرف ایران کے شمال اور عراق کے شمال مشرق میں روس بھی اپنی کارروائیوں میں مصروف ہے، غرضیکہ خلیج فارس اور گرد و نواح کے علاقے پر بارود کے ڈھیر کا گمان ہو رہا ہے جسے ماچس کی ایک تیلی ایک ہولناک خیز تباہی میں بدل سکتی ہے۔

پوچھا جا سکتا ہے کہ دونوں ممالک یعنی ایران اور عراق نے چوالیس ماہ پرانی جنگ کے روایتی طریقے سے ہٹ کر دوسرے ممالک کے بحری جہازوں پر حملوں کی راہ کیوں اختیار کی ہمارا خیال ہے اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ جدید ترین دور میں لڑی جانے والی یہ طویل ترین جنگ اپنے نتائج کے اعتبار سے "تعطل" کا شکار ہو گئی ہے کیونکہ یہ جنگ اب تک دونوں اطراف کے لاکھوں انسانوں کو نگل چکی ہے اور اربوں ڈالر کی قیمتی عمارات اور کارخانے بھی تباہ ہو چکے ہیں، اسلحہ اور ایندھن پر اٹھنے والی رقم کا کوئی حساب کتاب ہی نہیں ہے، مگر جب آپ جمع تفریق کریں تو نقصان کا پلڑا قریب قریب برابر دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جنگ بحیثیت مجموعی "جمود" کا شکار ہو رہی تھی۔

جہاں تک ایران کا تعلق ہے اسے بوجوہ یہ صورت حال اپنے قومی مفادات سے ہم آہنگ نظر آتی ہے۔ شاہ کے زوال اور اسلامی انقلاب کے بعد اس جنگ کے ذریعے ایرانی قیادت نے اپنے ملکی استحکام، یکجہتی اور وحدت کے ضمن میں بیش از بیش مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ بیرونی حملہ کا موجودگی اور سرحدوں پر دشمن کا وجود اندرونی دشمنوں کے خاتمے کے لئے مؤثر ہتھیار کا بھی کام دیتا ہے۔ پھر چونکہ ایران کی قومی حکمت عملی میں اپنے اسلامی انقلاب کو دوسرے ممالک بالخصوص خلیج کی بادشاہتوں میں برآمد کرنا بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے بھی طاقت کا اظہار ایران کی ضرورت بن گیا ہے۔ بعض مبصرین کے نزدیک ایران کی امریکہ دشمنی کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے خلیجی حلیفوں پر دباؤ برقرار رکھے تاکہ نفسیاتی برتری کا فائدہ حاصل ہو۔ اور یہی مقاصد کے لئے زیادہ ہموار ہو جاتے ہیں جن مقاصد کے حصول کے لئے دوسرے اقدامات کے علاوہ فی الوقت ایران کے پانچ لاکھ فوجی عراقی سرحد کے ساتھ ایستادہ ہیں ان میں سے زیادہ تر نوعمر اور سکولوں کے طلبا ہیں مگر جوش جہاد میں سرشار خون کا آخری قطرہ تک بہانے کا عزم رکھتے ہیں۔

دوسری طرف عراق ہے جو نظریاتی اعتبار سے اعتقادات کے حوالے سے ایران کا حریف نہیں ہاں البتہ جسے عرب ریاستوں کی بھرپور حمایت ضرور حاصل ہے۔ اس حمایت کے محرکات میں جہاں عرب و عجم کا تضاد کارفرما ہے وہاں سب سے بڑا مسئلہ ایرانی انقلاب کا ہے جس کی برآمد کی صورت میں عرب بادشاہتیں کو اپنا وجود سخت خطرے میں نظر آتا ہے۔ گو یہ فرسودہ اور مطلق نظام کی کمزوریاں اور کھوکھلے پن کی وجہ سے وہ براہ راست اور کھل کر ایران کے ساتھ الجھنا بھی نہیں چاہتیں یہی وجہ ہے وہ عراق کو ڈھال بنائے ہوئے ہیں اور اس غرض کے لئے وہ عراق کو ہر قسم کی مالی، اقتصادی اور عسکری اسلحہ پہنچا رہی ہیں، وہ سمجھتی ہیں کہ عراق کو جس قدر جنگی ساز و سامان دیا جائے گا اس کی جنگی استعداد اسی قدر زیادہ دیر تک برقرار رہے گی اور وہ ایران کو جنگ میں الجھائے رکھے گا۔ عام عرب سمجھتے ہیں کہ جنگ میں الجھا ہوا ایران ایک تو کمزور ہو گا اور دوسرے وہ عربوں کی طرف متوجہ نہ ہو پائے گا۔ یہی وہ حکمت عملی ہے جس کے تحت عراق نے ایران کے بحری جہازوں پر حملے میں پہل کی اس کا خیال تھا کہ وہ جواب میں زیادہ بڑا حملہ کرنے کے لئے جنگ کا دائرہ موجود اپنی پانچ لاکھ سپاہ کو حرکت میں لے آئے گا مگر ایسی ہی صورت حال ایران جوابی حملے کے لئے وہی طریقہ استعمال کر سکتا ہے جو خود عراق نے منتخب کیا ہے یعنی بحری جہازوں کا ہدف! چنانچہ ایران نے ایسا ہی کیا۔ سعودی عرب و کویت کے بحری جہازوں پر حملہ کیا۔

جنگ کا اسی رخ پر وسعت اور پھیلاؤ نہ صرف عراق کو واحد ہی خلیج کے دوسرے ممالک کو لپیٹ میں لے لے گا بلکہ یہ بھی ہو گا کہ امریکہ، جاپان، چین، اٹلی اور فرانس جیسے ممالک کے مفادات خطرے سے دوچار ہو گئے ہیں، وجہ ظاہر ہے، یعنی تیل کی ترسیل میں رکاوٹ

(باقی صفحہ ۷ پر)

سیاستدان خود کو چالیس روزہ انتخابی مہم کیلئے تیار کرلیں

کالم نگار

ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے باوجود پاکستانی شہریوں کی یہ امنگ اب بھی آزاد اور توانا ہے جس کے تحت وہ اپنے وطن کے مستقبل میں براہ راست شرکت چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر پاکستانی، اس کا تعلق خواہ کسی بھی شعبہ زندگی سے ہے، ہر سطح پر ملکی حالات میں دلچسپی ضرور رکھتا ہے۔

چونکہ حکومت اب سے پہلے یہ بھی جا چکی ہے کہ مارچ ۸۵ء تک صوبائی اور قومی سطح کے بھی اداروں کے انتخابات مکمل ہو جائیں گے اس لئے فطری طور پر یہ عام لوگ انتخابات کے نظام اوقات سے باخبر ہونے کے آرزو مند ہیں۔ پچھلے دنوں وفاقی کابینہ کے اہم وزیر اور بقول صدر مملکت ان کی کابینہ کے اوپننگ بیٹسمین وفاقی وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق نے ایک بیان میں جب یہ فرمایا کہ انتخابی شیڈول کا اعلان پولنگ سے ۴۰ روز پہلے کیا جائے گا تو اسے بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ چونکہ یہ تو اب قریب قریب یقین کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ اکتوبر ۸۴ء تک کسی نہ کسی سطح کا انتخاب ضرور عمل میں آجائے گا۔ اس لئے لوگوں نے اکتوبر ۸۴ء سے ۴۰ دن پہلے کی تاریخ نکالنے کے لئے جمع تفریق شروع کر دی۔ چونکہ جولائی کا دوسرا اور تیسرا ہفتہ وضع کر لیا۔ چونکہ جولائی محرم سے متصل مہینہ ہے۔ اس لئے جوش و جذبے کا پیدا ہونا بھی فطری امر تھا مگر جیسا کہ ہم متعدد بار کہہ چکے ہیں عام لوگ بے چینی کے اظہار کے لئے فی الوقت گپ شپ تک محدود ہیں۔ اس سے آگے وہ جانے کا نہیں سوچ رہے۔

راجہ ظفر الحق کے بیان کے فوراً بعد صدر مملکت کی طرف سے ایک فرمان آگیا جس میں انہوں نے بالوضاحت کہا کہ راجہ ظفر الحق کو انتخابات کے بارہ میں اعلان کرنے کا اختیار نہیں۔ صدر مملکت نے ۴۰ دنوں والی بات کا خصوصاً ذکر کیا اور کہا ان شیڈول کے اعلان کے پیشگی وقفے کو مزید کم کریں گے۔ یہ وقفہ کس قدر مختصر ہو گا۔ حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم قیاس یہی ہے کہ یہ کم از کم چالیس دن پر مشتمل تو ہو گا۔ چونکہ آئندہ ہونے والے انتخابات ملکی تاریخ میں اہم سنگ میل ثابت ہو سکتے ہیں اس لئے ان کی قومی اہمیت کے پیش نظر بہت ممکن ہے انتخابی شیڈول کا اعلان ۱۴ اگست کو قوم آزادی کے موقع پر کر دیا جائے۔ چالیس دن پر مشتمل انتخابی شیڈول کے پیشگی اعلان کی صورت میں بھی انتخابات اکتوبر میں منعقد ہو سکیں گے۔

ممکن ہے بعض حلقے پیشگی وقفے کی چالیس روزہ میعاد یا بہتر دنوں سے کم کچھ بھی عرصہ ہو اطمینان بخش نہ سمجھیں اور یہ دلیل لائیں کہ چونکہ ملک میں ایک عرصے سے سیاسی سرگرمیوں اور جماعتوں پر پابندی عائد ہے اور اس طرح تمام امیدوار سے عوام کی سطح پر تنظیم اور رابطے سے محروم چلے آرہے ہیں اس لئے پیشگی وقفہ زیادہ ہونا چاہئے۔

مگر اس دلیل کا وزن تو اس وقت محسوس کیا جا سکتا ہے کہ جب انتخابات سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر ہو رہے ہوں۔ مگر اب تک حکومت اور صدر مملکت غیر جماعتی انتخابات کے حق میں ہی کہتے رہے ہیں مگر اس بارے میں باقاعدہ سرکاری فیصلہ باقی ہے۔ اس لئے اگر سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر انتخابات کرانے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تب پیشگی وقفے کے اختصار کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ تاہم جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس کی عمومی ترجیحات کو دیکھتے ہوئے اس وقفے کا مختصر ہونا ہی مناسب سمجھا جائے گا لیکن سیاسی جماعتوں کی تمام تر بے بسی کے باوجود حکومت اس امر کی متحمل نہیں کہ انہیں کھلی چھوٹ دے۔ سیاسی لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر انتخابی جلسے جلوسوں میں مصروف ہو جائیں۔ بہرحال سیاستدانوں کے لئے مناسب یہی ہو گا کہ اب وہ دیگر ثانوی نوعیت کے جھگڑوں کو چھوڑ کر خود کو ایک چالیس روزہ انتخابی مہم چلانے کیلئے تیار کر لیں۔

ہم پاکستانیوں کے ساتھ ایک عجیب المیہ ہے ہم بدقسمتی سے انتخابات کے تسلسل سے محروم چلے آرہے ہیں لہذا ہر کوئی صرف چند ایک بار ہی انتخابی عمل سے گزرنے کا تجربہ ہوا ہے اس کی وجہ ہے جو خیال پیش کیا جا رہا ہے کہ اگر انتخابی مہم کا وقفہ طویل ہوا تو اس سے معاشرتی سطح پر افراتفری پیدا ہو جائے گی گویا بند ٹوٹنے سے سیلاب آجائے گا اور بجائے تدابیر بے کار ہو جائیں گی۔ یہیں احتیاط پسندی کی انتہا ہوتی ہے۔ البتہ بعض حلقے اس ضمن میں ایران کی مثال پیش کرتے ہیں۔ جہاں اسلام ہمارے ہاں کے مقابلے میں بالکل مختلف طریقے پر نافذ ہو رہا ہے اور جو اندرونی خلفشار اور بیرونی جنگ دونوں میں الجھا ہوا ہے مگر اس کے باوجود وہاں انتخابات کی روایت قائم ہے اور دو تین بار دہرائی بھی جا چکی ہے۔ بہرحال درمیانی وقفہ مختصر ہو یا طویل زیادہ اہم لوگوں کے لئے پسندیدہ یہی ہو یا اس کے برعکس، اصل اہمیت انتخابات کو حاصل ہے۔ جو کہ حتمی انعقاد کے لئے گورنر صاحبان سے لے کر خود صدر مملکت تک بار بار یقین دلا چکے ہیں۔ اور بظاہر ان کا وعدہ و پیمان

(باقی صفحہ ۷ پر)

انتخابات یا بائیکاٹ سیاستدانوں کو مزید کمزور کردے گا

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 – 960-8475

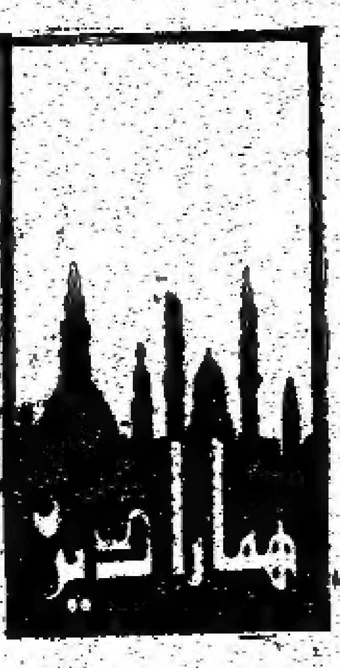

رمضان المبارک

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم اور جلیل القدر رکن روزہ بھی ہے جس کے اخلاقی اور جسمانی محاسن اور فوائد بے شمار ہیں۔ مگر اس ماہ بہت زمانہ میں حقیقت سے نابلد مسلمان ان کو کیا جانیں۔ اسلام کے تعلیمی خزانہ میں سب کچھ ہے مگر بد بختوں کے لئے رسمی نماز روزہ اور فاقہ کشی کے سوا اور کچھ بھی نہیں اگر وہ مسلمان ہوتے ہوئے اور قرآن حکیم جیسی کامل مقدس کتاب رکھتے ہوئے اخلاق اور روحانیت سے محروم ہیں۔ تو یہ ان کی بے علمی بے بصیرتی اور کور ذوقی کا ماتم کریں اور اپنی قسمت کو سنگ جمود جہالت سے پھوڑیں۔

عبادت صوم ایک ایسی عظیم الشان اور ہمہ گیر عبادت ہے کہ دنیا کا کوئی آسمانی وغیر آسمانی مذہب اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں روزہ کا مفہوم پایا جاتا ہو۔ اور فاقہ کشی اور تزکیہ نفسی کو تزکیہ قلب اور شادمانی روح کا ذریعہ سمجھا گیا ہو۔ مگر اقوام عالم اور ملل عالم میں روزہ کا صرف نام ہی نام ہے حقیقت صوم کا ان میں نام تک نہیں ہے۔ انسانی تغیر و تبدیلی نے نفس کی صحت مسخ کر دی ہے اور ان میں تزکیہ قلب کا یہ طریقہ رسمی اور زبانی طور پر موجود ہے۔ اسلام نے روزہ کو جو اہمیت اور فضیلت دی ہے اور اس کی حقیقت و استناد کو جس طرح قائم رکھا ہے اس کا اجمالی تصور امور ذیل سے کیجیے۔

سب سے پہلے ماہ رمضان المبارک کو لیجیے جس میں روزے فرض کئے گئے ہیں۔

رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان (پ ۲ ع ۷)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور راہ پانے کی روشن دلیلیں ہیں اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

رمضان میں قرآن پاک کا نزول ہوا جس نے دنیا میں آکر حق و باطل کا امتیاز کرایا جس نے دنیا کو امن وسلامتی اور آزادی وجمہوریت کا پیغام دیا۔ ایمان و عمل صالح کی حقیقی روح سے حق وصداقت کے پرستاروں کو آشنا کیا اور ہمیشہ آخرت کی بادشاہی کا اعلان کیا۔ پھر اس سے بڑھ کی حمد و تقدیس بیان کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ماہ مقدس قرآن حکیم کے نزول کی سالگرہ گر شادابی روح، پختگی ایمان اور مسرت وشادمانی کا اور کون سا دن ہو سکتا ہے اور رمضان کی فضیلت وعظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس نے عبادت صوم اپنے بندوں پر فرض کی۔ جس میں آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں انسان کے تمرد وسرکشی کے جذبات پر موت طاری ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نیکی پر دس گنا سے کر سات سو گنا تک ثواب دیتے ہیں روزہ داروں کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا سب کچھ عبادت میں گنا جاتا ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک رات ایسی فضیلت اور بزرگی والی آتی ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ کیسے گزرنا چاہیے؟

اس طرح کہ دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو حسب استطاعت عبادت کی جائے۔ اور خدا کا مہینہ ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا امور کے ساتھ خاص طور پر اس کی تلاوت کی جائے کیونکہ قرآن عزیز نوع انسانی کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔

مسلمانو! رمضان شریف میں قرآن کے نزول کی سالگرہ مناؤ۔ مگر اس طرح نہیں کہ محض رسمی اور لفظی تلاوت کر لی۔ اور حافظ صاحب سے تراویح میں قرآن سن لیا۔ بلکہ قرآن کی ہدایت و رہنمائی کے اصول و ضوابط پر غور و فکر کیا جائے اس کے معانی و مطالب سے واقفیت پیدا کی جائے۔ اور پھر ان پر عمل کیا جائے۔

یاد رکھو! کہ قرآنی تلاوت کا مقصود وحدہا یہی ہے کہ اس کتاب عزیز کے مطالب سے واقفیت پیدا کر کے ان پر عمل کیا جائے۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تلاوت ایک دل بہلاوا ہے۔ لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے۔ ایک ایک حرف کے عوض دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور یہ بھی غنیمت ہے مگر اس سے اصل مدعا حاصل نہیں ہوتا۔

پس اے مسلمانو! اگر تم قرآن حکیم کو خدا کا مقدس کلام سمجھتے ہو تو قرآن کے مطالب سے واقفیت بھی پیدا کرو۔ اور ان پر عمل بھی کرو۔

روزہ کا ثواب

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے خدا کے لئے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ایسی وسیع خندق بنا دے گا جتنا کہ آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور کر دے گا۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الصوم لی وانا اجزی بہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ روزہ صرف میرے لئے ہے۔ میں ہی اس کی جزا ہوں۔

یوں تو تمام ہی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہوتی ہیں مگر روزہ کو اپنے لئے خاص کرنے کا مقصد، حقیقت یہ ہے کہ روزہ کا ثواب حساب سے باہر ہے جیسے کہ خدا کی رحمت کی کوئی حد نہیں اسی طرح روزے کے ثواب کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے عرش کے نیچے دسترخوان بچھا جائے گا اور روزہ دار اس پر کھاتے ہوں گے۔ اور باقی لوگوں کا اس وقت حساب ہوتا ہوگا یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ تو خورد و نوش میں مشغول ہیں اور ہمارا حساب ہو رہا ہے، جواب دیا جائے گا کہ یہ لوگ روزہ دار تھے اور تم روزہ نہ رکھتے تھے۔

نیز حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے:

روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک دیدار الٰہی کے وقت۔

نیز فرمایا:

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر کی خوشبو سے زیادہ ہے اور روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے۔

الغرض رمضان المبارک سراپا ہدایت اور ہزاروں مہربانیوں، بصیرتوں، سعادتوں، خوبیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔

NEW ONTARIO GOVERNMENT GUIDE BOOKS FOR SENIOR CITIZENS AND DISABLED PERSONS.

Senior citizens, disabled persons and concerned agencies will be interested in two new publications published by the Provincial Secretariat for Social Development. The "Guide for Senior Citizens" and the "Guide to Programs and Services for Disabled Persons" each offer a complete listing of government programs and services available to assist disabled persons and seniors.

These guides are excellent reference publications for any senior or disabled person who wants to make the most of the many opportunities which are offered in the Province of Ontario. The Secretariat will automatically send the "Guide for Senior Citizens" to every person in the province when they reach 65 years of age.

To obtain a copy of either the "Guide for Senior Citizens" or the "Guide to Programs and Services for Disabled Persons," write the Secretariat for Social Development, c/o Government Services, P.O. Box 102, Toronto, Ontario M7A 1N3.

Secretariat for Social Development
Ontario
Gordon Dean, Provincial Secretary
William Davis, Premier

کسی نے حاتم سے پوچھا "کیا تو نے دنیا میں اپنے سے زیادہ باہمت کسی کو پایا ہے"۔ حاتم نے کہا! "میں نے ایک دن چالیس اونٹ قربان کئے تھے اور امرائے عرب کی دعوت کی تھی۔ اس دن میں جنگل میں کسی ضرورت سے جا رہا تھا، وہاں میں نے ایک لکڑہارے کو دیکھا جو سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے جا رہا تھا، میں نے اسے روک کر پوچھا! "تو حاتم طائی کی دعوت میں کیوں نہیں جاتا۔ وہاں ساری خلقت جمع ہے"۔ لکڑہارے نے جواب دیا "جو کوئی اپنی محنت سے روزی حاصل کر سکتا ہے اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ حاتم کا احسان اٹھائے"۔ پس مجھے انصاف سے کہنا پڑتا ہے کہ میں نے اس کو ہمت اور جواں مردی میں سب سے زیادہ پایا ہے۔

(سعدی شیرازیؒ)

کرنیں

[illegible]

اچھی باتیں

کھانا کھانے میں آپ کو لطف کس وقت آتا ہے؟ اسی وقت جبکہ بھوک کھل کر لگی ہو۔ یعنی کچھ دیر پیشتر سے کھانا نہ کھایا ہو۔ پانی کے گلاس میں مزہ کس وقت ملتا ہے؟ اسی وقت جبکہ پیاس بھی لگی ہو اور پانی پینے کی طلب ہو۔ نرم بستر پر نیند کس وقت آتی ہے؟ اسی وقت جبکہ گھنٹوں پہلے سے آپ بیدار و جاگ رہے ہوں۔ ان ساری مثالوں سے آپ کو روز مرہ ہر وقت اور ہر جگہ تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ مادی لذتوں سے بھی لطف اٹھانے کے لئے کچھ ضبط، صبر و احتیاط لازمی ہے۔ یہی آپ کا مشاہدہ ہے، یہی آپ کا تجربہ ہے، اور یہی روز آپ کا عمل ہے۔ یہ آپ کبھی نہ کریں گے کہ مسلسل چوبیس گھنٹے دسترخوان پر جمے رہیں۔ یہ کوئی بھی نہیں کرتا کہ ہر منٹ لگاتار پانی کے گھونٹ [illegible] کسی کو نہیں دیکھا کہ دن اور رات، صبح و شام ہر وقت پڑا سوتا ہی رہتا ہو۔

روشن خیالی جب ایک قدم آگے بڑھاتی ہے تو تعطیل اور چھٹی کو بھی انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو بنا دیتی ہے۔ اسکولوں کے، کالجوں کے، عدالت، دفاتر [illegible] ان رخصتوں سے بند [illegible] کوئی تعطیل کلاں کا [illegible] [illegible] آج اتوار ہے، ڈاک خانہ، اسٹار، گھر، بینک اور [illegible] بند ہیں [illegible] یہ سب اسی لئے ہے کہ دماغ کو آرام ملتا رہے اور تازہ دم ہو کر کام بہتر طریقہ سے انجام پاتا رہے۔ آپ اپنے ہی نظام اور اسی انتظام سے [illegible] نہیں [illegible] روشن خیالی کا ایک مسلمہ ہے کہ کام میں زیادہ مستعدی اور بہتر کارگزاری کے لئے جسم و دماغ کو آرام و وقفہ لازمی ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ اس سے کام میں حرج اور نقصان ہوتا ہے۔

لیکن جب مذہب آپ سے کہتا ہے کہ سال کے ایک خاص حصہ میں چند گھنٹوں کے لئے ایک محدود وقت کے لئے [illegible] رہو، بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے رہو، تو [illegible] آپ کی عقل [illegible] روشن خیالی بغاوت پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ آپ اپنے روز مرہ کے تجربہ اور مشاہدہ، نظریات و تعلیمات [illegible] رمضان کی آمد کو اپنے لئے ایک مصیبت سمجھنے لگتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو کم از کم دل میں تو ضرور کہنے لگتے ہیں کہ روزہ کی پابندیاں کیسی سخت ہیں اور آپ سے کمزور تو ہرگز اتنی بڑی محنت کو نہیں برداشت کر سکتے۔ بے شک اگر آپ جج اور دن رات کام کرنے والے [illegible] ہیں، اگر آپ [illegible] اور قوم کے نام لیوا ہیں، اگر آپ [illegible] ملک کی کونسل کے ممبر ہیں، اگر آپ کے پاس سواری کے لئے موٹر اور رہنے کے لئے اونچی کوٹھیاں موجود ہیں تو آپ کی محرومی و حرمان نصیبی نے احترام روحانی و راحت سرمدی کی طرح روز مرہ کی مادی لذتوں اور جسمانی فائدوں کا بھی [illegible] آپ پر بند کر رکھا ہے اور آپ کی اس بے ثباتی پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی خوش نصیبی سے کوئی غریب کاشتکار ہیں، کوئی مفلس مزدور ہیں، کوئی نادار [illegible] خدمت گار ہیں، بھاری بھاری بوجھ کی گٹھریاں اور گٹھے اپنے سر پر لادنے والے ہیں، دھوپ میں چل چل کر اور محنت کر کے کام کرنے والے ہیں، تو [illegible] آج اپنے خالق و مالک کے حکم کی تعمیل میں رمضان المبارک کے باران رحمت سے سیراب ہو رہے ہیں۔ یقین کیجئے کہ آج آپ کا مرتبہ بلند ہے [illegible] پانے والے [illegible]

پیغامبر

The Messenger

انتخابات ہونے چاہئیں

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے بتایا ہے کہ انہوں نے الیکشن کمیشن کو عام انتخابات کی تیاریوں کے سلسلے میں ہدایات جاری کر دی ہیں اور تین دن تک اسلام آباد میں الیکشن کمیشن کا اجلاس بھی طلب کر لیا گیا ہے۔ ان ہدایات کی نوعیت کچھ اس طرح [illegible] انہوں نے [illegible] انتخابات کے [illegible]

[illegible]

بقیہ: سچی باتیں

[illegible]

[illegible]

GO
GUIDE
SENI
AN

[illegible]

آپ بیتی جگ بیتی

ترتیب: عفت اے ملک

وہ رات بھی تاریکی میں ایک قبر سے لپٹی سسکیاں بھر رہی تھی!

بیری کے سارے بیر جھڑ گئے اور ساری چڑیاں اڑ گئیں۔ گھر سنسان ہو گیا اور آنکھیں بادلوں کی طرح لہو برسانے لگیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے زوردار وحشیانہ قہقہہ لگایا۔ آسمان کی جانب دیکھا، زمین سے راکھ اٹھائی اور فضا میں اچھال دی۔

میں غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا وہ خود میں گم سم ایک قبر کے پاس بیٹھی اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی۔ مجھے مزید تجسس پیدا ہوا۔ میں بھی قبر کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا۔ رات کی تاریکی قبرستان کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تو وہ اٹھی میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑوں کو ٹٹول کر ماچس نکالی اور قبر پہ چراغ روشن کر دیا۔ اس کا بوڑھا جسم لرز رہا تھا۔ وہ پھر ایک جانب ہو کر بیٹھ گئی اور بڑبڑانے لگی۔

بیری کے سارے بیر جھڑ گئے اور ساری چڑیاں اڑ گئیں۔ میں نے بیریاں بھی دیکھی ہیں اور چڑیاں بھی بیر جھڑ جایا کرتے ہیں۔ چڑیاں اڑ جایا کرتی ہیں۔ یہ کوئی حیران کن بات نہیں تھی۔ لوگ قبرستانوں میں اپنے پیاروں کے دکھ میں گھومتے بھی میں نے دیکھے ہیں بلکہ مجھے تو وہ نوجوان بھی یاد آ رہا ہے جس نے اپنے بھائی کی وفات کے بعد قبرستان ہی میں ڈیرہ جما لیا تھا اور پھر ایک دن وہ بھی قبرستان کا ہو گیا تھا۔ مجھے تو وہ ماں بھی یاد آ رہی تھی جس نے اپنے جوان بیٹے کی موت پر اتنا سر پٹخا تھا اور پاگلوں کی طرح بار بار قبرستان کی جانب دوڑتی ہوئی گئی تھی اور اپنے بچے کی قبر کو سینے سے لگاتے ہوئے ڈھیر ہو گئی تھی۔ میرا ... وہ بوڑھا بھی تھا جس نے اپنے کڑیل جوان بیٹے کے ایکسیڈنٹ میں مر جانے کے بعد ذہنی توازن کھو دیا تھا اور شام ڈھلتے ہی قبرستان میں اپنے بیٹے کی قبر پر آ کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ بوڑھی بھی ایسے ہی حالات کا شکار ہے لیکن یہ فقرہ میرے ذہن میں کئی سوال پیدا کر رہا تھا۔ "بیری کے سارے بیر جھڑ گئے اور ساری چڑیاں اڑ گئیں" میرے ذہن میں بار بار یہی آ رہا تھا کہ آخر وہ کونسی بیری تھی جس کے سارے بیر جھڑ گئے اور چڑیاں اڑ گئیں۔ یہ جملہ کسی غیر معمولی پس منظر کی نشان دہی کر رہا تھا۔ کسی واقعاتی سچائی کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ میں اس اداس کر دینے والے جملے کے پیچھے چھپی ہوئی صداقت کو جاننے کا تجسس پیدا ہوا۔ میں نے سوچا کہ اسے کریدنا چاہیے۔ بالکل اسی طرح جس طرح مردان کے مین بازار کے ایک ہوٹل کے سامنے ایک شکستہ بدن ادھیڑ عمر شخص گھوما کرتا تھا۔ لوگ اسے پاگل سمجھتے تھے۔ دنیا سے بیگانہ خیال کرتے تھے۔ کوئی اس کے دھوپ میں ادھڑتے ہوئے جسم کو دیکھ کر ترس نہیں کھاتا تھا۔ گرد سے بھری ہوئی آنکھیں دیکھ کر کسی کو رحم نہیں آتا تھا وہ بھوک سے بلبلاتا رہتا کسی کو اس کی بھوک مٹانے کا خیال نہیں آتا تھا۔ اس کے تن پر چند لٹکتی ہوئی لیریں تھیں کسی نے اسے پہننے کے لئے کپڑا تک نہیں دیا تھا۔ وہ بات بے بات پر کہتا۔ اللہ میاں سچ ہی سچ۔ باقی رولا۔ میری چڑیاں۔ یہ جملہ سن کر اس وقت بھی مجھے سوالات نے گھیر لیا تھا اور میں نے اپنی ساری مصروفیات ترک کر کے اس سے اس کی داستان سنی تھی۔ وہ آمادہ نہیں ہو رہا تھا۔ میں اس کے لئے بازار سے کپڑے خرید کر لایا۔ سگریٹ سلگا کر دیئے، چائے پلائی اور نسوار کی ڈبیہ خرید کر دی۔ کئی دنوں کے بعد وہ کہانی سنانے پر آمادہ ہوا۔ اس نے مجھے بتایا۔

"ہم پنجابی ہیں۔ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ زندگی کے دن آسودگی سے گزر رہے تھے کہ میرا ایک دوست مجھے نشے کی دنیا میں لے گیا وہ ہر وقت ذہنی تناؤ کا شکار رہتا تھا۔ اس کی ماں مر چکی تھی۔ باپ نے دوسری شادی کر لی اور وہ در بدر کی ٹھوکریں کھانے لگا۔ سکول کی پڑھائی جاری رکھی جیب خرچ بھی بند ہو گیا اور وہ جھوٹے ذہنی سکون کی خاطر نشے کا سہارا لینے لگا۔ میرے حالات ایسے نہیں تھے بس زندگی میں ایک تلخ موڑ آ گیا۔ باپ مر گیا

اس نے دو سگے بھائیوں اور ایک بہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا

بھائیوں میں جائیداد پر جھگڑا ہو گیا۔ دو بہنیں غیر شادی شدہ تھیں۔ ہم بھائیوں کے جھگڑے میں ان کی جوانیاں غم و اندوہ کی نذر ہونے لگیں۔ میں سب سے چھوٹا تھا احتجاج کے بغیر نہ رہ سکا۔ بھائیوں نے اس کا برا منایا زمین کے انتقال کے مسئلہ پر تلخ کلامی ہو گئی۔ بات تحصیل خانہ سے نکل کر تھانے تک پہنچ گئی اور پھر عدالتوں تک جا پہنچی۔ گھر کی فضا مسموم ہو گئی۔ سسکتے ہنستے کھیلتے گھر میں کشیدگی نے اپنا زہر انڈیل دیا۔ ذہنی سکون جاتا رہا گاؤں میں رسوائی ہونے لگی۔ جن بہنوں نے کبھی دہلیز عبور کر کے قدم باہر نہیں رکھا تھا وہ گواہی دینے اور جائیداد کے قبضہ کو بچانے کی خاطر راہوں میں ذلیل و خوار ہونے لگیں۔ عجیب کشمکش تھی اپنے اپنوں کو کھانے لگے۔ در و دیوار اجنبی ہونے لگے، بیچ میں بیٹھنے لگیں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ حق ناحق کی جنگ تیز ہوئی تو رشتوں کا تقدس خاک میں مل گیا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے کو طیش میں آ کر تھپڑ رسید کر دیا اس نے موقع پا کر اس کے پیٹ میں چاقو گھونپ دیا۔ چھوٹا بھائی جو کہ سب سے بڑا تھا تھانے میں اس پر ارادہ قتل کا مقدمہ درج ہو گیا۔ بہنیں ایک بار پھر بے پردہ ہو گئیں۔ تھانے میں ان کو گواہی دینی پڑی کیونکہ وہ موقع کی گواہ تھیں میں اس زیادتی پر تلملا کر رہ گیا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ بھائیوں میں صلح ہو جائے اور معاملہ سلجھ جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ میں نے تو اپنے حق سے دستبرداری اختیار کر لی تھی اور عدالت میں بھائیوں کے حق میں بیان بھی دے دیا تھا کہ انہیں جائیداد کا ایک روپیہ بھی نہیں چاہیے۔ اس کے بعد تو جھگڑا ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر اس جائیداد میں کوئی تیسرا فریق تھا تو وہ میری ماں تھی۔ نحیف و نزار، مظلوم اور حالات کی ستائی ہوئی ماں۔ اس نے بہت کوشش کی کہ تنازعہ ختم ہو جائے وہ بھی اپنا حق لینے پر مصر نہیں تھیں۔ مگر عدالت نے ماں کو ایک بڑے فریق کی حیثیت دے دی۔ جب جھگڑے نے طول کھینچا تو ماں نے بھی جائیداد سے لاتعلق ہونے کا اعلان کیا ابھی عدالت میں اس کے بیان نہیں ہوئے تھے کہ ایک بھیانک کھیل کھیلا ایک طوفان آ گھسا۔ آندھیاں چلنے لگیں اور ٹہنیوں سے پتے ٹوٹنے لگے

اس سارے کھیل میں اگرچہ میری حیثیت خاموش تماشائی کی تھی تاہم یہ صورت میرے لئے خطرناک ثابت ہوا اور میں حالات کے جبر کی گھاٹی سے لڑھکتا ہوا اذیت کی دلدل میں آ گرا۔

مجھے اس دیوانے بتایا۔

بڑے بھائی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے مقدمے میں چھوٹے بھائی کو سات سال قید با مشقت کی سزا ہو گئی۔ جائیداد کا جھگڑا ادھر کا ادھر رہا ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی۔ بھائی کی سزا میں تخفیف ہو گئی اور سزا پانچ سال رہ گئی۔ حالات کا یہی تقاضا تھا کہ بڑے بھائی کو سمجھایا جاتا اور چھوٹے کو جیل سے باہر لانے کی کوشش کی جاتی۔ ابھی دونوں کے لئے تڑپنے والی ایک ہستی زندہ تھی اور وہ تھی ماں کی ہستی۔ زندگی زمین کی پیداوار نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ ایک بھائی جیل میں تھا۔ دوسرا پیٹ میں چاقو لگنے کی وجہ سے ناکارہ ہو گیا تھا۔ اس کی دو آنتیں بری طرح کٹ گئی تھیں۔ اس کی زندگی تو بچ گئی ورنہ وہ بھی مر چکا ہوتا۔ اب وہ کوئی سخت، بھاری اور مشقت کا کام کرنے کے قابل نہیں تھا۔ میں مقدمات کی پیروی میں مارا مارا پھرتا تھا بہنیں کہیں آ جا نہیں سکتی تھیں، ماں بوڑھی تھی اور وہ ان قیامت خیز حالات کی وجہ سے سخت مضطرب اور پریشان، وہ اجڑتے ہوئے گھر کو نہ دیکھ سکی شدید صدمے کے باعث اسے فالج ہو گیا اور جسم کا بایاں حصہ بالکل بے کار ہو گیا۔ بہنیں اس کی دیکھ بھال کرتیں۔ ان کی آنکھوں میں درد و کرب کے سائے تیرتے تھے۔ کانوں میں شہنائیوں کی گونج کی بجائے تباہی کا ناقوس بجنے لگا۔ میں مصائب کی اس یلغار کو برداشت نہ کر سکا اور اپنے دوست غلام احمد کی راہ پر چل پڑا۔ میں نے بھی نشے کا سہارا لینا شروع کر دیا اور پھر حالات مزید بے رحم ہو گئے اور میں تباہیوں کے جہنم میں آ گرا۔

جب مجھے حیات یہ کہانی سنا رہا تھا تو اس کی گہری دھنسی ہوئی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور وہ جلتی ہوئی سرخ تپتی دوپہر کے باوجود پسینے میں نہا گیا تھا۔ ہوٹل کی سڑک کی جانب لگے ہوئے بلبوں کی روشنی میں اس کا چہرہ بڑا بھیانک لگ رہا تھا وہ بتا رہا تھا۔

ابھی تقریباً ۵ سال کاٹی تھی کہ بھائی جیل سے رہا ہو کر آ گیا۔ ماں اور بہنوں کو بے پناہ خوشی ہوئی۔ اس دن نیاز تقسیم کی گئی۔ دعائیں مانگی گئیں کہ گھر کا سکون بحال ہو جائے اور جھگڑا ختم ہو۔ گاؤں کے بڑے بوڑھوں نے دونوں بھائیوں کو سمجھایا۔ چند دن تو آرام و سکون سے گزر گئے مگر اس کے بعد تباہ کن بارش آ گئی اور ہمارا سارا گھر سیلاب کے پانی میں بہہ گیا۔ جائیداد کے اصل ورثاء مقرر ہو گئے تو اس کے بعد جائیداد کے حصے بخرے ہو سکتے تھے وہ تو اس مستقبل ہی نکل گئے تھے۔ بڑے بھائی کی خواہش تھی کہ اسے گھر کا بڑا تسلیم کرتے ہوئے تمام جائیداد کا واحد وارث مان لیا جائے جب کہ چھوٹا یہ کہتا تھا کہ بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنا سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور دوسرے بھائی بھی باپ کی جائیداد کے حقیقی اور قانونی وارث ہیں اس پر تو شاید کوئی سمجھوتہ ہو جاتا مگر والد صاحب کا جو ۸۰ ہزار روپے نقد گھر پڑا تھا۔ اس پر قبضہ کرنے کے جذبے نے قہر نازل کر دیا تھا۔ وہ رقم تھی تو ماں کی تحویل میں مگر چھوٹا بھائی اس رقم سے کوئی کاروبار شروع کرنا چاہتا تھا۔ بڑے بھائی کا موقف یہ تھا کہ اس رقم سے بہنوں کی شادی کر دی جائے۔ چھوٹا بھائی اس پر رضامند نہیں تھا۔ اب جبکہ بھائی رہا ہو کر آیا تو جس رقم پر جھگڑا تھا وہ آدھی سے زیادہ خرچ ہو چکی تھی ایک شام میں اپنے دوست کے ساتھ نشہ کرنے کے بعد گھر واپس آیا تو دونوں بھائیوں میں پھر تکرار ہو گئی نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ بہنیں دونوں کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں تو چھوٹے بھائی نے ان کے بھی تھپڑ جڑ دیئے۔ ماں چارپائی پر بیٹھی چیخ چیخ کر دونوں کو لڑنے سے منع کر رہی تھی۔ اڑوس پڑوس کی عورتیں یہ لڑائی دیکھنے کے لئے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئی تھیں۔ جب میں نے گھر میں یہ ہنگامہ دیکھا تو آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور میرے پٹھے کا ماس پھڑکنے لگا۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جلدی سے کمرے میں گیا۔ چھری لائی اور دونوں پر بھوکے شیر کی طرح جھپٹ پڑا۔ میں نے چھوٹے بھائی کی گردن پر اتنے زور سے چھری ماری کہ وہ آر پار ہو گئی۔ ایک بہن میرے ہاتھ سے چھری چھیننے کے لئے آگے بڑھی تو میں نے اس کی پسلی میں پوری طاقت سے چھری گھونپ دی۔ بڑا بھائی لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا تو میں نے اس کو بری طرح زخمی کر دیا۔ چیخ و پکار کا ایک طوفان آ گیا۔ رونے دھونے آہ و زاری اور چیخنے چلانے سے گاؤں لرز اٹھا۔ رات کے دس بجے تھے مگر سارا گاؤں جاگ رہا تھا ایک ہنگامہ برپا تھا۔ ایک بھائی موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ دوسرا ہسپتال میں جا کر مر گیا۔ بہن چند دن بے ہوش رہنے کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسی۔ ایک بہن اور فالج زدہ ماں زندہ رہ گئیں گاؤں کے چند نوجوانوں نے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ پر قابو پایا اور دوسرے دن میں متعلقہ تھانے کی حوالات میں بند تھا۔ مجھ پر قتل کا مقدمہ درج ہوا۔ میں گاؤں کا ایک چشم دید گواہ شخص تھا اور موقع کے بے شمار گواہ تھے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس وحشتناک منظر کو دیکھا تھا۔ مقدمہ کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ گاؤں سے دور شہر میں میرا ماموں رہتا تھا جب اس کو اس عبرتناک واقعہ کا پتہ چلا تو وہ میری ماں اور بہن کو اپنے پاس لے گیا۔ مقدمہ چلا مجھے سزائے موت ہو گئی۔ جیل حکام نے اس سزا کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر دی لیکن میری سزائے موت بحال رہی۔ زندگی ایک نیا رخ اختیار کر گئی۔ ایک رات پھانسی سیل میں سویا ہوا تھا صبح اٹھا تو زندگی سانسوں کی سولی پر لٹک گئی اور پھانسی پانے سے پہلے خود فراموشی کی موت مر گیا۔ میرا ذہنی توازن بگڑ گیا اور میری پہچان ختم ہو گئی۔ میرا طبی معائنہ ہوا اور آخر کار مجھے پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ میری سانس رک گئی۔ میں دنیا سے بے خبر ہو کر موت کے قریب ہونے لگا اور ایک دن ڈاکٹروں کی رپورٹ پر میری سزائے موت عمر قید میں بدل گئی۔ کئی سال پاگل خانے میں رہا۔ کچھ ٹھیک ہوا تو جیل آ گیا۔ پھر پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ شدید دورہ پڑ گیا تھا۔ ۱۴ سال اسی طرح کٹ گئے۔ اور جب مجھے جیل کی سلاخوں سے باہر نکالا گیا تو میرا ذہن مکمل طور پر بیدار نہیں تھا۔ میں بھری دنیا میں تنہا تھا۔ ماں اور بہن کے دھندلے نقوش میرے ذہن میں محفوظ تھے۔ میں گھر کا راستہ نہیں جانتا تھا پھر بھی نہ جانے میں کس طرح گاؤں پہنچ گیا۔ گھر گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ ایک میرا پرانا دوست مجھے شہر ماموں کے پاس لے گیا۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ بہن کی ماموں نے کہیں شادی کر دی ہے۔ ماں کا فالج کچھ ٹھیک ہوا تو وہ اس حال میں نہ رہ سکی اور موقع پا کر کہیں چلی گئی۔ میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا اور گلیوں کی خاک چھاننے لگا اور زمانے کی ٹھوکریں کھاتا مردان تک آ گیا۔ جب وہ دیوانہ کہانی سنا چکا تو اس کی آنکھوں کی گرد اٹھنے لگی اور وہ زار و قطار رونے لگا۔ میرا ذہن ابھی واقعات کو گرہیں لگا رہا تھا کہ بوڑھی کے پاؤں کا باہر کو نکلا ہوا ٹخنہ مجھے دکھائی دیا۔ دیوانے نے مجھے بتایا تھا کہ جب اس کی ماں کو فالج ہوا تو وہ ایک چکنی جگہ پر پھسل کر گر گئی تھی۔ اور ٹخنہ اتر گیا جو ٹھیک طرح جڑا نہیں تھا۔ ہڈی باہر آ گئی تھی جس وجہ سے اسے چلنے میں دشواری پیش آتی تھی قبرستان میں بیٹھی ہوئی بوڑھی کا وہی حلیہ تھا جو اس نے بتایا تھا۔ میں نے جرأت کر کے پامالیٔ زمانہ اس بوڑھی سے داستان الم پوچھ لی۔ دراصل یہ اسی دیوانے کی ماں تھی جو اپنے خاوند کی قبر پر آ بیٹھی تھی۔ زمین کے جھگڑے میں نہ صرف اس کا گھر تباہ ہوا بلکہ رہا سہا اداسیوں نے نگل لیا۔ آنسوؤں کی آگ خوشیوں کی کیاریوں میں شعلے اگا گئی بلکہ زندگیاں بھی تباہی کے جہنم میں جا گریں۔ ان کے گھر میں ایک بیری تھی جو خوش بختی کی علامت سمجھی جاتی تھی جس پر چڑیاں صبح کے وقت نغمہ ریز ہوا کرتی تھیں۔ وہ گھر اجڑ گیا۔ ویران ہو گیا۔ بیری سوکھ گئی چڑیوں کی بجائے اس گھر میں مکڑیوں نے جالے بن دیئے اور وہ گھر اس ہنستی بستی دنیا میں عبرت کا ایک نشان بن گیا جب میں یہ رونگٹے کھڑے کر دینے والی کہانی لکھ رہا تھا تو رات ڈھلنے لگی تھی اور میرے ذہن کے دریچوں پر یہ جملہ مسلسل دستک دے رہا تھا۔

"بیری کے سارے بیر جھڑ گئے اور چڑیاں اڑ گئیں" اور میں سوچنے لگا کہ اے کاش ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ کبھی بیریاں نہ اجڑیں اور کبھی چڑیاں نہ اڑیں اور گھر بربادیوں کا نوحہ خواں نہ بنیں۔

دیوی کے دیس میں

تحریر: اوم پرکاش نامی

نشا کا قتل

سیاسی شخصیتوں نے پولیس کا راستہ کیوں کاٹا؟

سیاست دانوں کے ہاتھوں خوبصورت اور نوجوان لڑکیوں کی زندگی کی بربادی موجودہ زمانے میں کوئی نئی بات یا تعجب خیز معاملہ نہیں رہا ہے۔ اس طرح کی وارداتیں اور سیکس سکینڈلز عام ہوتے جا رہے ہیں کچھ برس پہلے مدھیہ پردیش کے ایک وزیر کے ہاتھوں ایک کمسن لڑکی بابی کی آبرو ریزی کا کافی ہنگامہ رہا۔ اس کے بعد اتر پردیش کے ایک اور دوسرے وزیر بے نظیر کے شادی شدہ بیٹے جو کہ بھارت کی وزیر اعظم کے بہت چہیتے اور منہ چڑھے بھی ہیں انہوں نے بھی آرتی گپتا نام کی ایک شادی شدہ لڑکی سے پہلے تو خفیہ طور پر جسمانی تعلقات قائم کر لئے اور پھر اسے اپنی داشتہ بنا لیا۔ راز جب فاش ہونے لگا تو اسے موت کی نیند سلانے کی کوشش بھی کی گئی اور اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے ڈاکٹروں کو اس امر پر مجبور کیا کہ اس قصے کو سرے سے ہی ختم کرنے کی کوشش کریں یا رام اجاندر صاف بچ نکلیں۔ اس نوجوان حسینہ کی شادی شدہ زندگی تو برباد ہو چکی تھی وہ جان سے بھی جاتی رہی۔

اس طرح جگ جیون رام کے چہیتے اور لاڈلے بیٹے سریش رام بھی سیکس سکینڈلز کے ذریعے کافی مشہور ہو چکے ہیں اور اب اسی طرح کا معاملہ پٹنہ کی ایک نوجوان شوبت نشا عرف بابی کا ہے جو بہار کی ودھان سبھا میں اسٹینو تھی۔ لیکن وہ سیاسی لوگوں کے جنگل میں پھنس کر ان کے ہاتھوں کا کھلونا بنے اور ان کی ہوس پوری کرنے پر مجبور رہی۔

۸ مئی ۱۹۸۲ء کی بات ہے۔ پٹنہ کا راج پتھ پوری طرح چہل پہل اپنا چکا تھا۔ ساری دکانیں گاہکوں کی بھیڑ بھاڑ سے بھری تھیں۔ چار بج کر دس منٹ پر ایک سفید رنگ کی کار پٹنہ مارکیٹ کے سامنے سے سرسراتی ہوئی گزر گئی لیکن تھوڑی دیر بعد جا کر میڈیکل کالج کے ایمرجنسی وارڈ کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ کار سے ایک سیاست دان اتر کر اندر گیا اور چند ہی لمحوں بعد سٹریچر لے کر ہسپتال کے دو ملازم کار کے پاس آئے اور اس میں ایک نیم جان اور بے ہوش لڑکی کو سٹریچر پر لٹا کر وہ اسے ایمرجنسی وارڈ میں لے آئے۔ اس وقت وہاں موجود ڈیوٹی پر ڈاکٹر ٹھاکر وجے نرائن سنگھ نے اس بے ہوش حسینہ کا معائنہ کیا اور مینڈریکس کی زیادہ تعداد میں گولیاں کھا لینے کا معاملہ بتایا۔ یہ سن کر وہ سبھی لوگ پریشان ہو گئے جو اس لڑکی کو ہسپتال لائے تھے۔

ڈاکٹر نے پولیس کو اس معاملے کی اطلاع دینے کی بات ان سے کہہ دی تھی۔ اس سیاسی آدمی نے ڈاکٹر کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اس کی کیا ضرورت ہے۔ بیکار کا جھنجھٹ ہے بدنامی الگ ہو گی۔۔۔ اس کی منت سماجت کے بعد ڈاکٹر وجے نرائن سنگھ نے علاج شروع کر دیا۔ ہسپتال کے رجسٹر میں اس حسینہ کا نام نشا اور نمبر ریفرنس کے طور پر ۴۲۹۹ لکھ لیا گیا۔ نشا کے پتے میں مسز راجیشوری سورج داس، نشا کی بوڑھی منہ بولی ماں، ایم ایل سی ۱۱۔ اسٹرینڈ روڈ پٹنہ لکھا گیا اور نشا کا نام اسی کال بیکیڈ نمبر ۴۸ میں درج کر کے تھانہ بھجوا دیا گیا تھا۔ ابھی تک نشا بے ہوش تھی۔

ڈاکٹر نے اسے قے کرانے کی کوشش کی۔ نشا کو ہسپتال لانے والوں نے جب پولیس کو آتے جاتے دیکھا تو پہلے سے بھی زیادہ گھبرا اٹھے اور وہ لوگ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نشا کو وہاں سے زبردستی لے آئے۔ جبکہ ہسپتال کے ملازمین نے کافی مزاحمت اور انکار کیا لیکن یہ سیاسی شخصیتیں اپنے اثر و رسوخ کے سہارے اور دھونس دباؤ دے کر وہاں سے چلتے بنے۔

اس وقت شام کے سات بجے تھے۔ اشوک راج پتھ کی چہل پہل اور رونق و رنگینی اور بھی بڑھ چکی تھی۔ اسی ماحول اور بھیڑ بھاڑ میں وہ سفید کار ہسپتال سے نکل کر پھر اشوک راج پتھ پر دوڑنے لگی اور فراٹے بھرتی ہوئی پٹنہ کے مغربی علاقے کی جانب چلی گئی جہاں وزیروں، ممبروں اور اعلیٰ افسروں کی سرکاری رہائش گاہیں اور کوٹھیاں ہیں۔ وہ سفید کار کئی سڑکوں سے مڑتی، گھومتی ہوئی اسٹرینڈ روڈ کی طرف سے ہوتی ہوئی ہائیکورٹ کے قریب ہی گیارہ نمبر بنگلے میں داخل ہو گئی۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس سفید کار کا پٹنہ میڈیکل کالج کے ہسپتال جانا اور پھر لوٹ آنا کسی ایسی سنسنی خیزی کو بھی جنم دے سکتا ہے جس سے نہ صرف بہار کی سیاست اور سیاسی شخصیتوں کی پول کھل جائے گی بلکہ ان کی عیاشی اور کالے کارناموں کا بھی بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور جس کی وجہ سے وہاں کی انتظامیہ اور پولیس کی بھی چولیں ڈھیلی ہو جائیں گی اور ان کے خیموں میں بھونچال آ جائے گا۔

بہت سی لڑکیوں کی موتوں کی طرح نشا کی موت کی بات بھی قصہ پارینہ بن جاتی بلکہ نشا کے معاملے کو دبانے کی بہت کوششیں کی گئیں اور کوئی سیاسی داؤ پیچ باقی نہیں رکھا گیا۔ کوئی دباؤ، دھونس اور شاطرانہ چال ایسی اختیار نہ کی گئی تھی جو معاملے کو ہمیشہ کے لئے نشا کی لاش کے ساتھ ہی دفن ہو جاتی۔

مگر مسز راجیشوری سورج داس اپنے بنگلے میں بے حد پریشان اور بدحواس کبھی ادھر ٹہل رہی تھیں کبھی ادھر گھوم رہی تھیں کبھی نشا کے پاس بیٹھ کر کسی ڈاکٹر کو بلانے کے لئے فون کرنے لگ جاتیں کیونکہ اب نشا کے پیٹ میں شدید درد اٹھ رہا تھا اور وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی، چھٹپٹا رہی تھی اور اب وہ چیخ و پکار کرنے لگی تھی جس سے راجیشوری سورج داس اور بھی خوفزدہ ہو جاتی تھیں۔ لیکن وہ اکیلی تھیں اور وہ ایسی حالت میں تن تنہا کیا کر سکتی تھیں تقریباً چار پانچ گھنٹے تک نشا تڑپتی، چلاتی اور روتی دھوتی ہوئی بالآخر موت کی نیند ہمیشہ کے لئے سو گئی۔ یہ دیکھ کر راجیشوری سورج داس کی آنکھیں ڈر اور خوف سے پھٹی پھٹی نظر آنے لگیں۔ وہ یہ سمجھ ہی نہ سکیں کہ اگر مینڈریکس کی گولیاں کھانے والی نشا آج کیسے مر گئی؟ جبکہ ہسپتال لے جانے اور قے کرا دینے سے اس کی حالت میں سدھار ہوتا ہوا محسوس کیا گیا تھا۔ پھر اچانک یہ سب کیسے اور کیونکر ہو گیا کہ نشا نے دم ہی توڑ دیا۔

یکایک مسز سورج داس کے ذہن میں ایک خیال ابھرا کہیں نشا کو کوئی زہریلا انجکشن دے کر تو ہمیشہ کے لئے خاموش نہیں کر دیا گیا۔ یہ سوچ کر وہ اور بھی گھبرا اٹھیں۔ اور ان کی پریشانی میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو گیا۔ رات میں لگ بھگ نو بجے بہار کے ایک نیتا کے صاحبزادے کے ہمراہ آئے۔ ایک ادھیڑ عمر شخص نے دوا کے نام پر نشا کو جو کچھ دیا تھا کہیں وہی تو نشا کی موت کا سبب نہیں بن گیا۔ ایسا کچھ یاد کرتے ہی راجیشوری سورج داس کے منہ پر اور بھی ہوائیاں سی اڑنے لگیں اور جب فون پر انہیں سختی کے ساتھ نشا کی موت پر خاموش رہنے کی دھمکیاں دی گئیں تو وہ چپ سادھنے میں ہی اپنی بہتری اور عافیت سمجھنے پر مجبور ہو گئیں۔ اور ان کی یہ خاموشی ۲۷ مئی کو اس وقت ٹوٹی جب پٹنہ کے چیف جسٹس کے سامنے انہوں نے اپنا اقبالی بیان دفعہ ۱۶۴ کے تحت درج کرایا اسی دفعہ کے تحت ۲۵ مئی کو دو اور لوگ بھی اپنا بیان دے چکے تھے۔

دوسرے دن صبح پانچ بجے راجیشوری سورج داس کا پرانا اور معتمد نوکر غنی احمد سینٹ جوزف چرچ کے پادری منوہر داس کے پاس گیا کیونکہ شوبت نشا عرف بابی عیسائی تھی اس لئے پادری کو نشا کی موت کی خبر غنی نے دی۔ یہ سنتے ہی پادری بھی ہق دق اور ہکا بکا رہ گیا۔ کیونکہ وہ نشا کو جانتے تھے اور ان کی نظروں کے سامنے اس نوجوان اور خوب صورت حسینہ کا سلونا چہرہ گھوم سا گیا۔ غنی نے پادری کو تاکید کرتے ہوئے کہا "دیکھئے! مسز راجیشوری سورج داس نے ہدایت کی ہے کہ نشا کی موت کی بات آپ کسی اور کو نہیں بتائیں"

۸ مئی کو اتوار تھا۔ اس لئے آٹھ بجے صبح ہی عیسائی فرقے کے لوگ چرچ میں عبادت کے لئے کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ بورنگ روڈ میں واقع اینگلس گرلز ہائی سکول میں نشا کی موت کی خبر بھیجی گئی اور وہاں سے کچھ ٹیچروں کو بلوایا گیا۔ انہوں نے نشا کی لاش کو نہلایا۔ نشا کے چہرے پر نیلا پن صاف نظر آ رہا تھا۔ راجیشوری سورج داس کی رہائش گاہ سے چیف منسٹر بہار کی قیام گاہ پر متعدد بار فون کے ذریعے کہلایا گیا کہ وہ کسی گاڑی کا بندوبست کرا دیں تاکہ نشا کی لاش کو عیسائی قبرستان تک پہنچایا جا سکے لیکن ادھر سے کوئی جواب ہی نہیں مل سکا تو پھر ایمبولینس کا بندوبست کیا گیا۔ اس طرح نشا کی لاش اتوار کے دن تقریباً دو بجے قبرستان لے جائی گئی اور وہاں کافی تعداد میں عیسائی فرقے کے لوگوں کی موجودگی میں لاش کو جلد ہی دفنا دیا گیا۔

لیکن اس کے بعد ہی نشا کی موت کا چرچا سارے پٹنہ میں ہونے لگا۔ کسی کا خیال تھا نشا کو رات میں مار ڈالا گیا۔ کوئی کہتا بیمار تھی مر گئی۔ اسی طرح کی خبریں جب دور دور تک پھیل گئیں تو اخبارات والے بھی متوجہ اور چوکنا ہو گئے تھے۔ پٹنہ کے روزناموں نے تو نشا کی موت پر شبہ بھی ظاہر کیا ہے کہ نشا کی موت میں ان عیاش سیاسی شخصیتوں کا ہاتھ ہے جو نشا کی جوانی سے کھیلتے رہے سیاسی لوگوں سے نشا کے جسمانی تعلقات کا انکشاف ہوتے ہی محکمہ پولیس کے افسروں کے بھی کان کھڑے ہو گئے اور وہ بھی چوکس اور چوکنا ہو کر نشا کی غیر قدرتی موت کی چھان بین میں جٹ گئے تھے۔

اور جب کئی سیاسی لوگوں کے راز فاش ہونے لگے تو وہ بھی پریشان ہونے لگے تھے۔ سینئر ایس پی کشور کنال اور ایس ڈی ایم راج کمار سنگھ نے نشا کی موت کے معاملے کی تہہ تک جانے اور اصل حقائق معلوم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ چنانچہ ۱۰ مئی کی رات میں نشا کی قبر کھودی گئی جبکہ اس دن پادری منوہر داس موجود نہیں تھے۔ کرائسٹ چرچ کے پادری ایچ سی ناگ کو ان کے گھر سے رات دس بجے بلا کر قبرستان لے جایا گیا۔ پادری بھی مجسٹریٹ رہ چکے تھے لیکن وہ بھی سہمے سہمے یہ سب کارروائی دیکھتے رہے۔ نشا کی ادھ مٹی لاش نکلتے ہی بدبو کا ایک بھبھکا سارے ماحول اور فضا میں پھیل گیا۔ پولیس کے زبردست انتظام و انصرام میں دس بجے رات نشا کی لاش کو قبر سے نکال لیا گیا اور پٹنہ میڈیکل کالج ہسپتال میں پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا گیا پانچ بجے رات میں ہی لاش پھر دفنا دی گئی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں تو کوئی خاص بات سامنے نہیں آ سکی۔ لیکن پولیس نے پوسٹ مارٹم کے بعد فورنیک لیبارٹری تک بھاگ دوڑ کی لیکن رپورٹ میں غیر معمولی تاخیر ہونے لگی۔ تو یہ شک یقین میں بدل گیا کہ نشا کی موت پراسرار ڈھنگ میں اور غیر قدرتی انداز میں ہوئی ہے۔ نشا کی لاش کی جانچ کے وقت کئی با اثر نیتا اور سیاسی گروہ فورینسک لیبارٹری کے ارد گرد چکر لگاتے دیکھے گئے۔ جبکہ پولیس بھاری تعداد میں تعینات کر دی گئی اور وہاں کسی عام آدمی کا تو گزر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ سیاسی لوگوں نے دباؤ، دھونس اور رشوت کا بھی چکر چلانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

آخرکار ۱۸ مئی کو دو بج کر ۵۵ منٹ پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر سید ریاض الحسن نے پولیس کو نشا کی موت کی فورینسک رپورٹ سیل بند لفافے میں سونپ دی جس نے ثابت کر دیا ہے کہ نشا کی موت قدرتی اور فطری نہیں ہوئی ہے بلکہ اسے سیلا تھین جیسی سائنائیڈ زہر دیا گیا تھا۔ نشا کی موت کا راز جاننے کے لئے بڑے حلقے میں اور خاص طور پر بہار میں لوگ بے چین تھے۔ کیونکہ سیاست دانوں میں نشا کی موت سے جیسے بھونچال آ گیا تھا۔ اب کئی نامور نیتا اپنی اپنی گدی اور عزت بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے دیکھے گئے۔ فورینسک لیبارٹری کی رپورٹ کے بعد تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے کیونکہ انکے تعلقات نشا سے تھے۔

نشا کا نام جس قدر خوب صورت تھا وہ اس سے بھی زیادہ حسین اور دلکش اور پرشباب لڑکی تھی اور اس سے بہت سے سیاسی لوگ بھی جسمانی تعلقات۔ کہتے تھے شوبت نشا بابی کے نام سے مشہور تھی اور وہ ایک ہی نظر میں کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کر لیتی تھی۔ وہ ایک چنچل، شوخ، حسین اور طرار لڑکی تھی۔

۱۹۷۵ء میں اس نے اپنی مرضی سے ایک غیر عیسائی نوجوان پرکاش جیسوال سے شادی کی تھی۔ اور اس نے راجیشوری سورج داس کو اپنی ماں کا درجہ دے رکھا تھا جس کی وجہ سے گمان ہوتا تھا کہ نشا کی موت سے وہ اس قدر غمگین اور دکھی ہیں جس طرح کوئی ماں اپنی جوان بیٹی کی اچانک موت سے غم زدہ ہو جاتی ہے لیکن راجیشوری سورج داس نے نشا کی موت کا دکھ چپ چاپ برداشت کیا۔ یا مجبوراً یہ سب دکھاوے کے لئے آ گئی ہیں۔

نشا اپنے آزادانہ خیالات اور چال چلن کی وجہ سے اپنے شوہر پرکاش جیسوال سے نباہ نہ کر سکی اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنی منہ بولی ماں مسز راجیشوری سورج داس کے پاس رہنے لگی تھی۔ پرکاش جیسوال نے نشا پر طلاق کا مقدمہ درج کر دیا تھا۔

غزل

صابر ظفر

حالات ہوئے ایسے شب و روزِ عبث میں
کشکول میں دن کاٹ لیا رات قفس میں

آئینے میں اک عکس کہ امکان سے آگے
بس اور ہے کیا، دیدۂ حیراں کے بس میں

بن چاہے بھی دھڑکے ہے مرا دل تری خاطر
الجھائی گئی جان عجب تارِ نفس میں

یہ قیدِ مہ و سال اگر یوں ہی رہی تو
پہنچے گا مرے حال کو تو کتنے برس میں

کیا حاصلِ ہستی ہے ظفر کچھ نہیں کھلتا
زندہ ہیں کہ مرتے نہیں جینے کی ہوس میں

بقیہ: عالمی جنگ

جب سے بحری جہازوں پر حملے کے واقعات ہوئے ہیں علاقے میں جہازوں کی آمد و رفت بری طرح متاثر ہوئی ہے، انشورنس کمپنیوں نے اپنے ریٹ چڑھا دیئے ہیں دوسری طرف معاملہ یہ ہے کہ جاپان اپنی تیل کی کل ضروریات کا ۸۰۔۵ فیصد، اٹلی ۴۶۔۴ فیصد، سپین ۳۹، اور فرانس ۳۲۔۵ فیصد خلیج سے حاصل کرتے ہیں موجودہ حالات جاری رہے تو ان کی صنعت و حرفت ٹھپ ہو کر رہ جائے گی جو ان کے حلیف امریکہ کے وقار پر ایک زبردست چوٹ کے مترادف ہوگی اور ایک ایسے وقت میں جب کہ امریکہ میں انتخابات بھی سر پر ہوں، عالمی کا یہ پہلو بے پناہ اہمیت حاصل کر جاتا ہے امریکی حکومت سخت کشمکش و پیچ میں مبتلا ہے ایک طرف اسے اندرونی رائے عامہ کا احساس ہے جو امریکہ کی جنگی پالیسیوں کی مخالف ہے اور دوسرے ممالک میں امریکہ کے تھانیدار بننے کے کردار کو نفرت سے دیکھتی ہے، دوسری طرف امریکہ کو اپنے سپر پاور ہونے کے وقار اور دبدبے کو بھی برقرار رکھنا ہے اور ساتھ ہی اپنے حلیفوں کے مفادات کی نگرانی کا معاملہ بھی درپیش ہے، یہی وہ کشمکش و پیچ اور مخمصہ ہے

جس میں ایک طرف تو امریکی حکومت بحر عرب میں موجود اپنے طیارہ بردار جنگی جہاز کو خلیج فارس کی طرف روانہ کر دیتی ہے اسی طرح آبنائے ہرمز کے کنارے کھڑے چار دوسرے لڑاکا بحری جہازوں کو الرٹ کر دیا گیا ہے نیز اومان میں چار دن امریکی اڈوں اور ڈیگو گارشیا میں مکمل امریکی افواج کو پوری طرح چوکس رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے، اور دوسری طرف اندیلا لیگ امریکہ صدر اور دوسری حدف کے حامیوں عالمی امن اور انسانی بھائی چارے کا راگ الاپ کر اپنے ووٹروں کو بدھو بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اس ساری کہانی میں روس کا کردار بھی مجمل نظر ہے وہ شام کے ذریعے ایران کو ہلا شیری دینے کی کوشش کر رہا ہے، مگر اسے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ جنگ کے میدان سے بہت قریب واقع ہے وہ جب چاہے ایران کے شمال اور عراق کے شمال مشرق کی جانب میدان میں کود سکتا ہے۔

سو قارئین کرام خلیج فارس کا علاقہ جنگی ساز و سامان سے لیس ہو چکا ہے، ہر جانب بارود کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، بیاہ تیار کھڑا کا بجت سپر پاورز بھی چوکس ہیں، جنگ کا دھماکہ کسی وقت بھی علاقے اور دنیا کے امن کو لپیٹ میں لے سکتا ہے کیا ایسے میں تیسری دنیا کے ممالک، رابطہ تحریک، اسلامی کانفرنس، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل جیسے ادارے اور ان کی ساری توجہ کے ساتھ جنگ کے اس ماحول کو امن سلامتی اور خیر سگالی کی لپیٹ میں نہیں لے سکتے اب مصلحتوں اور ذہنی تحفظات کا وقت نہیں ہے کچھ کرنے اور عالمی امن کے لئے کچھ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ ہمیں ماضی کی دو عالمگیر جنگوں سے کچھ تو سبق لینا چاہیئے۔ ذرا ذرا سی غلط فہمیاں انسانیت کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں، کیا ہم اب بھی چاہتے ہیں کہ ماضی کے سانحات دہرائے جائیں اور دنیا ایک بار پھر تیسری عالمگیر جنگ کی لپیٹ میں آ جائے؟

بقیہ: انتخابی مہم

یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی سامنے نہیں ہے اور سچ پوچھئے تو یہی وہ عوامی کیفیت ہے جو موجودہ حکومت کی وضع کردہ حکمت عملی کی تہ میں نظر آتی ہے انتخابات کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرا موضوع جو عوامی دلچسپی کا باعث ہے "انتقال اقتدار" سے متعلق ہے۔ اگر ہم اپنے لوگوں کی فکری نفسیات کا مطالعہ کریں تو اس موضوع سے دلچسپی کا تہہ میں اپنی حالت زار میں خوشگوار تبدیلی کی وہ خواہش بھی ہوتی ہے جس کی تکمیل کی آرزو منتخب شدہ چہرے یا چہروں سے وابستہ ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی فطری ہے کہ عام آدمی اپنی ووٹ کو نتیجہ خیز دیکھنا چاہتا ہے۔ انتقال اقتدار کے نتیجے میں آنے والا چہرہ یا چہرے جب مسند اقتدار پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو ان کے روپ میں عام ووٹر خود کو بھی بر سر اقتدار محسوس کرتا ہے۔ ۸۵ء کے انتخابات میں چونکہ اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی تھی اس لئے ردعمل کے طور پر اب اس میں مزید توانائی آ گئی ہے۔

جہاں تک حالات و واقعات کا تعلق ہے یا حکومتی ترجیحات کا معاملہ ہے تو بظاہر انتقال اقتدار میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ عام خیال یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کے بیشتر نہیں سے زائد ارکان انتخابات میں حصہ لیں گے۔ ان میں سے کامیاب ہونے والے یقیناً حکومت کے حامی ہوں گے۔ ان کے علاوہ بھی زمیندار یا سرمایہ دار حلقوں سے جو کوئی منتخب ہوگا وہ بھی اپنے مفادات اور روایات کے تحت حکومت کے ساتھ شامل ہونے کو ترجیح دیں گے۔ حکومت کے وعدوں کے مطابق سیاسی جماعتوں کے وابستگان بھی انتخابات میں شریک ہو گئے۔ اگر حکومت کے بعض مخالفین انتخابات میں کامیابی حاصل کر لیں تو بھی وہ اس کے لئے چیلنج کی صورت پیدا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں گے۔ پھر ایک دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ زیادہ سیاسی جماعتیں یا کم از کم حکومت کی مخالفت کرنے والے عناصر بوجوہ موجودہ انتخابات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں کامیاب ہونے والے عناصر میں حکومت کے مخالفین کی تعداد مزید کم ہوگی۔ گویا مجموعی طور پر کامیاب ارکان میں سے دو تہائی کے لگ بھگ ارکان حکومت کی حمایت کریں گے۔ جب حکومت کو ایسی بہتر پوزیشن حاصل ہو اور جنرل ضیا الحق کو اپنے دست بازو اس قدر مضبوط نظر آئیں گے تو وہ انتقال اقتدار کی راہ میں کس طرح حائل ہوں گے وہ تو چاہیں گے کہ اس نیک کام کو فی الفور انجام دیا جائے۔ ویسے بھی اس

قرآن اور آپ کا گھر

کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے ؟

بالغ افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں ؟

کیا بچوں کو قرآنی قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں ؟

کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں ؟

بڑوں اور بچوں کو قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے ؟

بڑوں اور بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھنے یا ترجمہ جاننے والا بھی کوئی ہے ؟

کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کیلئے ترجمے یا تفسیریں وغیرہ موجود ہیں ؟

کیا قرآنی آیات یا ان کے تراجم کے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں ۔

کیا گھر کے مرد یا خواتین کسی حلقۂ درسِ قرآن میں حصہ لیتی ہیں ؟

محض آپ کے غور و خوض کیلئے

کام کے لئے اپنی وردی کی بجائے شیروانی پہن کر تبدیلی کرنی پڑے گی۔ اور شیروانی تو جنرل صاحب ایک عرصے سے پہنتے آ رہے ہیں۔

ضرورت ہے

ایک اردو اخبار کے اجراء کیلئے پارٹنر کی ضرورت ہے۔ باذوق خواتین و حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

علی - P.O. BOX 2114
STATION. B
SCARBOROUGH, Ont.

ضرورت رشتہ

پاکستانی سنی دوشیزہ عمر ۲۱ سال کیلئے امیگرینٹ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ پنجابی لڑکے کو ترجیح دی جائے گی۔ تفصیلات کیلئے لکھئے

ابجد شیخ معرفت پیغامبر

بنگالی دوشیزہ، عمر ۲۰ سال کنیڈین شہری کیلئے بہاری لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کا یہاں ذاتی مکان ہے۔ لڑکی کی زبانی بنگالی، اردو اور بہاری ہے۔ صرف سنجیدہ لوگ ہی رابطہ قائم کریں۔

عارف معرفت پیغامبر

امریکہ کی امیگریشن رکھنے والی خوبصورت دوشیزہ، عمر ۲۴ سال، سنی، تعلیم بی۔ایس۔سی کیلئے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کا امیگرینٹ ہونا ضروری نہیں۔ خط کے ساتھ تصویر آنا لازمی ہے۔

ناز۔ معرفت پیغامبر

VISIT US FOR best quality

INDIAN GROCERIES, FRESH VEGETABLES, NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

The Home of fresh & canned foods
from East & West Indies & Philippines
WE JET'EM IN.
NAME IT . . . WE HAVE IT

Pirri's Dixieland Market Ltd.

1109 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE) SCARBOROUGH.
PHONE: 759-0473
-OR-
1052 BIRCHMOUNT RD. SCARBOROUGH.
PHONE: 759-5214

CELEBRATING TOGETHER · FÊTONS ENSEMBLE · 1784 · ONTARIO · 1984

Ministry of Treasury and Economics

Ontario

BUDGET - GENERAL

ٹورانٹو۔ خزانچی لیری گروس مین کے ۱۹۸۴ء کے بجٹ سے معاشی کایا پلٹ کے دباؤ کے تحت اونٹاریو میں، مستحکم ملازمت کی تربیت، تجارتی فروغ اور ضرورت مندوں کی خدمات کیلئے خاص اور طویل مدت کیلئے سرمایہ کاری کی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ بجٹ کو معاشی تلب ماہیت کہا جا سکتا ہے۔ یہ بجٹ اونٹاریو کے ہر جوان شخص کو یہ موقع فراہم کرے گا کہ وہ اپنی زندگی کو سودمند کام اور خود اعتمادی کیلئے تیار کر سکیں۔

بجٹ، ٹیکس میں اضافہ سے احتراز کرتا ہے اور او ایچ پی کی قسط بیمہ، اونٹاریو ہائیڈرو کے پانی و بجلی کے کرایہ کی شرح اور بینک کے سرمایہ یا قوت محفوظ کی تعلیق کرتا ہے۔ گروس مین نے کہا کہ وہ اندرون حکومت اخراجات میں کمی کی حد کو بروئے کار لائیں گے اور زائد سرمایہ معاشی وسعت کا پیش خیمہ ہوگا جس سے نئے پروگرام کی ادائیگی ہوگی جو گزشتہ سال کے صوبائی خسارہ میں کمی کا باعث ہوگا گزشتہ سال کا اندازہ بجٹ ۲.۷ بلین ڈالر، صرف ۲ بلین ڈالر رہ جائے گا، یا خسارہ میں ۷۵۶ ملین ڈالر کی کمی ہو جائے گی۔

حالانکہ علاج و معالجہ کے اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، گروس مین نے کہا کہ وہ او ایچ پی کے قسط بیمہ میں اضافہ کر قابو میں کئے ہوئے ہیں۔ او ایچ پی کے قسط بیمہ میں برائے فرد واحد ایک ڈالر ۴ سینٹ فی ماہ اضافہ ہوا ہے اور ۲ ڈالر ۸ سینٹ برائے فیملی۔

خزانچی نے کہا کہ بجٹ "وضع الوقتی کی ترکیبی حد کو مسترد کرتی ہے"۔ اور اس کی بجائے "ہمارے عوام کے مستقبل کے فائدے کیلئے سرمایہ کاری کا ذریعہ بنتی ہے"۔

صوبے کے مختلف اداروں اور نمائندوں سے ملنے کے بعد گراس مین نے اس بات پر زور دیا کہ اونٹاریو کے سوسائٹی میں معاشی حالت کو بدلنے کیلئے ان کے بجٹ میں ایسی پالیسیوں کی ضرورت تھی۔

اس کے نتیجہ میں بجٹ کے ابتداء میں تجارتی شرکت ہوئی، جو جوانوں کی، عورتوں کی، ضعیف مزدوروں کی، کسانوں کی، جامعہ کی، کمیونٹی کالجوں کی، تجارتوں کی مددگار ثابت ہوگی۔ — جبکہ وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ اونٹاریو میں اب روزگار پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ گراس مین نے کہا کہ بیروزگاری خاص طور پر نوجوانوں اور ضعیف لوگوں کیلئے بہرحال ایک اہم چیلنج رہے گی۔

خزانچی نے کہا کہ نوجوانوں کی فنی تربیت اور روزگار اور تجربہ کار کاریگروں کی مزید تربیت کیلئے آئندہ تین سالوں میں ۶۰۰ ملین ڈالر خرچ کیا جائے گا۔

نوجوانوں کی تربیت اور تجربہ کاروں کیلئے پروگرام کی جھلکیاں

- ۴۵۰ ملین ڈالر کا فنڈ جو تین سالہ پروگرام کے تحت اونٹاریو کے جوانوں کو موقع فراہم کرے گا کہ وہ ایسی تربیت اور تجربہ حاصل کریں جس کی مستقبل میں ضرورت ہو۔
- اونٹاریو یوتھ ٹرسٹ کے ذریعہ نوجوانوں کی تربیت اور کونسلنگ میں تجارت کی شمولیت۔
- نیو اونٹاریو یوتھ کورپس کے ذریعہ کمیونٹی میں اہم نوکری کا تجربہ اور روزگار مہیا کرنا۔
- سکولنگ سینٹر پروگرام کے تحت ایسے نوجوانوں کو جو نامواتق صورت حال کا مقابلہ کر رہے ہوں، محدود ٹریننگ کا اخراج کیا جائے گا۔
- اونٹاریو یوتھ اسٹارٹ کے ذریعہ جوانوں کیلئے روزگار کو ترقی دی جائے گی۔ لیبر مارکیٹ کی مشکلات، لیبر مارکیٹ میں لیبر کی کمی کی مشکلات پر جوانوں کیلئے روزگار بڑھانے کے ذرائع کو ترقی دی جائے گی۔
- اونٹاریو یوتھ ٹورزم کے ذریعہ جوانوں کو ٹریننگ اور روزگار مہیا کیا جائے گا۔
- اونٹاریو یوتھ کیلئے کام کے مواقع فراہم کرنے کیلئے ۸۰ ملین ڈالر کا ایک پروگرام اختراع کیا جائے گا جس کا مقصد ایسے جوان لوگوں کی مدد ہے جو کافی عرصہ سے روزگار سے الگ ہوں۔
- یوراونٹ وینچر کیپیٹل انسٹیٹیوٹ کے ذریعہ ایسے طلباء کیلئے بغیر سودی قرضے کی پیشکش جو اسکول سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں تاکہ وہ نئی تجارت شروع کر سکیں۔
- اونٹاریو میں یوتھ امپلائمنٹ کونسلنگ سینٹر کی تعداد میں ۳۲ تا ۱۰۰ کا اضافہ۔
- پارٹ ٹائم روزگار کے پروگرام کا اختراع تاکہ نوجوان اپنی تعلیم بھی جاری رکھ سکیں۔ اجرت میں ایک ڈالر ۲۵ سینٹ فی گھنٹہ کی امداد ایسے طلباء کو دی جائے گی جو مالی تنگی کا شکار ہوں۔
- اونٹاریو کیریئر ایکشن پروگرام میں توسیع کا پروگرام۔ اس کے فنڈ کو ۱۹ ملین ڈالر سے بڑھا کر ۲۴ ملین ڈالر کر دیا گیا۔

- سائنگ یوتھ کمشنر کا تقرر تاکہ وہ صوبائی یوتھ ٹریننگ اور تجربہ کی تنظیم سازی کرکے بلڈ (BILD) کے چیرمین کو رپورٹ پیش کرے۔

ٹریننگ کے ریکارڈ میں متعدد نئے اقدام کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے عارضی طور پر ... کی اسکیم کو رد کر دیا ہے کیونکہ وہ نوجوانوں کو ایسی ٹریننگ اور تجربہ سے منسلک کرنا چاہتے ہیں جو انہیں طویل مدت کی ملازمت دلا سکے۔

خزانچی نے کہا کہ نئی اونٹاریو اسکل فنڈ، ۱۵۰ ملین ڈالر، آئندہ تین سالوں میں ایسے تجربہ کار کاریگروں پر خرچ کریگی جو اپنے کام کی جگہ پر بدلتی ہوئی ٹکنالوجی کو سیکھ سکیں۔ یہ ایسی ہنرمند خواتین کیلئے بھی ہوگا جو لیبر فورس سے منسلک ہونا یا لیبر فورس میں واپس آنا چاہتی ہیں۔

نئے ابتداء کے چند نکات

- ٹریننگ ٹرسٹ فنڈ۔ کینیڈا میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ فنڈ۔ جو روزگار کا تحفظ اور مزید ٹریننگ مہیا کرے گا۔ آجر اور مزدور، دونوں ساڑھے پانچ فی گھنٹہ کے حساب سے اس فنڈ میں رقم جمع کرائیں گے۔ اس سال صوبے میں مزدوروں کی طرف سے جمع کرائی گئی رقم زیادہ سے زیادہ ۱۰،۰۰۰ ڈالر فی ادارہ ہوگی۔
- ۱۰ ملین ڈالر کے ایک خاص تربیتی پروگرام کے تحت خواتین اور پرانے کاریگروں کو ان کے ہر پیشہ تبدیلی کے متعلق فنی اور تعلیمی اور نوکری پر رہتے ہوئے ٹریننگ مہیا کی جائے گی۔ خاص طور پر جدید ٹکنالوجی کو سیکھنے کیلئے پروگرام کی رقم تین گنا یعنی ۴ ملین سے بڑھا کر ۱۲ ملین ڈالر کر دیا گیا ہے۔ جس سے ایسی خواتین مستفید ہو سکتی ہیں جن کی دلچسپی ٹیکنیک سے رہی ہو اور روزگار کے سلسلہ میں یا جدید ٹکنیک کی ٹریننگ کیلئے جن کی ضرورت ہو۔
- ۲۰۰۰ ڈالر کی تحریک ایسے آجروں کیلئے جو ایسے مزدوروں کو روزگار فراہم کریں اور تربیت مہیا کریں جو LAID OFF ہوں اور جن کی عمر ۴۵ سال سے زیادہ ہو۔
- خاص صوبائی گرانٹ تاکہ بے روزگاروں کا امدادی سینٹر اپنا کام جاری رکھ سکے۔ یہ سینٹر لیبر یونین کے ذریعہ اپنا کام انجام دیتا ہے۔

گراس مین نے جدید ٹکنالوجی کو عام کرنے کیلئے تاکہ کمیونٹی اور کام کی جگہ پر جدید ٹکنالوجی کا استعمال کثرت سے ہو، ایک لائحہ عمل متعارف کرایا ہے۔ جس میں درج ذیل نکات شامل ہیں۔

- ۴ ملین ڈالر کا ایک پروگرام تاکہ اس رقم سے ۴۰۰۰ کمپیوٹر اونٹاریو کی کمیونٹیز کو مہیا کیا جا سکے۔ تاکہ بچے، جنہیں اس کی شدید ضرورت ہے، بآسانی اسے استعمال میں لا سکیں۔ گراس مین نے کہا "آج کی جمہوریت کا ستون ان لوگوں نے رکھا تھا جن کا نظریہ یہ تھا کہ علم کی دولت سے غریبوں کو مالا مال کیا جائے اور اسیروں کو بھی جو لکھ پڑھ سکیں۔ اگر دولت کی مساوات جو اونٹاریو کی سوسائٹی کی طرح ہے، باقی رہتی ہے تو ہمارے شہری کمپیوٹر کو مساوی طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

- ایک نیا ۳ سالہ ۳۰ ملین ڈالر کا یونیورسٹی ریسرچ انسٹیٹیوٹ فنڈ کا اختراع، بڑھا کر ۹۰ ملین ڈالر تک کیا جائے گا تاکہ یونیورسٹیوں میں جدید آلات لائے جا سکیں اور ریسرچ پروگرام کی حوصلہ افزائی ہو سکے جو اس ملک کی معیشت کیلئے مددگار ثابت ہوں۔
- مجموعی طور پر ۴۲ ملین ڈالر کا فنڈ اونٹاریو کی یونیورسٹیوں، ریسرچ عمارات اور ساز و سامان و آلات کیلئے برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ رکھا گیا ہے۔
- چھوٹے اداروں کی مدد کا پروگرام تاکہ وہ اعلیٰ ٹیکنیکل ساز و سامان اور روباٹس وغیرہ خرید سکیں یا کرایہ پر حاصل کر سکیں۔
- تعلیمی گرانٹس، چھوٹے اور درمیانہ اداروں کیلئے تاکہ وہ جدید ٹیکنالوجی کو اپنا سکیں۔
- ۳۰ ملین ڈالر کا ایک تین سالہ آٹوموٹو پارٹس انویسٹمنٹ فنڈ، اس یقین دہانی کیلئے کہ مستقبل میں ہماری آٹو کمپنی اپنے مدمقابل کا مقابلہ کر سکے۔

گراس مین نے کہا کہ بجٹ، اونٹاریو کی تمام کمیونٹی کی مدد کریگا۔ تاکہ وہ معاشیات کے بدلتے ہوئے رخ کا درج ذیل طریقوں پر کامیابی سے مقابلہ کر سکیں۔

- ۲۰ ملین ڈالر کا فنڈ، ایسی کمیونٹیوں کی امداد کیلئے جنہیں شدید معاشی ضرورت ہو۔
- شمالی اونٹاریو کیلئے ایک نیا تین سالہ ۱۰ ملین ڈالر کا منتقل معاشی پروگرام۔

بنیادی حل

- ایک نیشنل ایگری بزنس پروگرام، تاکہ کسان بڑھتے ہوئے شرح سود کا مقابلہ کر سکیں۔
- ٹورزم انڈسٹری کیلئے تواز، جس میں درج ذیل نکات شامل ہیں۔
  — صوبہ کے باہر سے آئے ہوئے سیاح کیلئے رہائش پذیر ہونے پر رہائش پذیروں کا ٹیکس سے چھوٹ۔
- اونٹاریو یوتھ ٹورزم سے زیر تربیت کو نوکری پر رکھنے کے مواقع۔

خزانچی نے سوشل سروس کو بہتر بنانے کیلئے درج ذیل اعلانات کئے۔

- ڈے کیئر کے فنڈ میں ۴.۵ ملین ڈالر کا اضافہ تاکہ ۱۵۰۰ مزید فل ٹائم امدادی جگہوں کو مہیا کیا جائے۔
- ایسے خاندانوں کیلئے ٹیکس میں چھوٹ جو اس مقصد کیلئے اپنے گھر کی مرمت یا گھر کی عمارت میں اضافہ کریں تاکہ وہ اپنے ضعیف اور معذور رشتہ داروں کو اپنے گھر میں رکھ سکیں۔
- ایک پانچ سالہ سوشل ہاؤسنگ فنڈ میں ۳۰ ملین ڈالر کا اضافہ۔ اس سے ۳۲۰۰ سے زیادہ خاندان اور معذوروں کو، آمدنی کے متناسب کرایہ کا مکان مل سکے گا اور
- ۳.۵ ملین ڈالر کے اضافہ کا وعدہ، ایسی سروس کیلئے جس سے ستم زدہ عورتوں اور ان کے بچوں کا تحفظ کیا جا سکے۔

Lamb Leg

1/2 PRICE

ہم اس کا دعویٰ تو نہیں کرتے۔ البتہ آپ کو یقین ضرور دلاتے ہیں کہ ہماری دوکان ڈینفورتھ روڈ پر سستے گوشت کیلئے مشہور ہے۔

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue

Please Call ISMAIL At 461 2839

Publisher & Editor
SOHAIL AKHTAR
TEL. (416) 283-7255

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH,
ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

You are the best community evolved
for mankind.
You enjoin right, forbid wrongdoing,
and
believe
in Allah.
(Al 'Imran 3:110)

JUNE 7, 1984

By RASHEDA RAUF

FASTING:
Self restraint, not enforced compulsion

FASTING is a total abstention of food, drinking and sexual intercourse from dawn to sunset for the sake of God. According to the Prophet (Peace be upon him), "Allah said, "Fasting is done for My sake and I give a reward for it. One abandons his passions and his food for My sake." Hadith Qudsi – Muslim and Bukhari.

The Quran States, "Fasting is prescribed – that ye may (learn) self-restraint" (2:183) – "that ye may ward off evil". This is explained best in the Prophet's (peace be upon him) words, "Fasting is a protection and when the day of the fast of any of you comes he must not use vile language or raise his voice, and if anyone reviles him or tries to fight with him he should tell him he is fasting.

Also, the Prophet has said, "whoever does not give up lying and evil actions, Allah does not stand in need of his giving up food and drink "(Bukhari). Thus fasting is a total spiritual and physical self-discipline, carried out in sincere faith, in the hope of Allah's reward, and does not involve mere starvation of the body.

ALLOWANCES

However, since "Allah desireth for your ease; He desireth not hardship for you" (2:185). Allah has given certain allowances as follows:-

"If any of you is ill or on a journey, the prescribed number (should be made up) from days pater, for those who can do it (with hardship), is a ransom, the feeding of one that is indigent". (2:184).

Ibn-i-Abbas is reported to have held that the words 'those who find it hard to do so may effect a redemption' relate to the old man and old woman and the pregnant woman and the woman that suckles a child, and that all of them are allowed to break the fast – the latter two, only if they fear for the child – and feed a poor person instead "(Abu Dawud). This is corraborated by Anas bin Malik who reported Allah's Messenger (Peace be upon him) as saying "allah has remitted . . . . . . fasting to the traveller, the woman who is suckling an infant and the woman who is pregnant" – Abu Dawud, Tirmidhi, Nasai and Ibn-i-Majah (Mishkat-al-Masabih). All who sincerely feel they come within this purview should avail themselves of God's allowance, with gratitude. We as outsiders, are not always aware of the limitations of others. We may enquire of them kindly, but we have no right to denounce them. The keeping or not keeping of the fast is between them and Allah. Sickness is varied. Some sickness is outwardly visible, while some cannot be outwardly discerned (like Diabetes, Peptic ulcers etc.) so how can anyone say to another "You look healthy, why are you not fasting? "leave them to Allah.

When the Prophet (Peace be upon him) was asked about fasting while travelling, he said, "Keep the fast if you like or break it if you like". (Bukhari). To a man who was being shaded by a crowd from the intense heat the Prophet (peace be upon him) remarked, "It is not righteousness to fast when on a journey" (Bukhari). In another Hadees, "Anas said that in the course of a journey with the Prophet, some of them were fasting and some were not. They alighted at a stage on a hot day. Now, those who were fasting collapsed while those who were not rose and set up the tents and watered the riding beasts, whereupon God's Messenger said, "Those who are not fasting have earned all the reward today" (Bukhari, Muslim).

The Prophet (peace be upon him) himself fasted while on a journey, but he also broke a fast publicly while on a journey from Medina to Mecca. Ibn-i-Abbas said, "When Allah's apostle reached Usfan, he called for water, and raising it aloft so that people might see it, he broke his fast and did not resume it till he reached Mecca, and and that was in Ramadan". This shows that while travelling, fasts could be openly broken. Then again there is a tradition that when the Prophet called on Uman Umara, and she served him with food, and did not eat herself because she was fasting, the Prophet said, "When people eat beside one who is fasting the angels invoke blessing on him till they finish eating" (Ahmed, Tirmedhi, Ibn-i-Majah and Darimi). The above incident highlights that those who are not fasting may eat and drink in front of those who fast. In fact the fasting women – folk of a household, and servants, do not only do the cooking in Ramazan but also have to feed the very old, the very young and the sick, and those who are unable to fast. Similarly in hospitals the attendants would be earning many blessings if they ensured that the sick patients were served their diets regularly and on time. However, sad to say, there are hospitals which stop serving even regular meals to their sick patients, and expect them to arrange for their own. This surely negates the spirits of Islam which encourages service to others at all times and more so during Ramzan.

ARRANGEMENTS FOR OTHERS

No doubt people should not openly flaunt that they are not fasting, but those who are unable to fast should be able to get a meal or water without feeling like thieves about it. Apart from railway stations and airports, there should be specified areas in the city and its outside for their legitimate needs. All that the non-fasting person should remain constantly aware of is, "It is better for you that ye fast, if ye only knew" (Quran S. 2 vs. 184). In fact such signs can be posted up at all eating places during Ramazan and the rest left to the conscience of the individual. Punishments for breaking the sanctity of Ramazan should be reconsidered in the light of clashing with the legitimacy of those who are not fasting. It is doubtful, whether enforced restraint can bring about that self-restraint which is the desired purpose of Ramzan. After all fasting is only for Allah's sake.

Most of us know, that according to the Prophet, there is a blessing in the taking of 'seher' a little before dawn. However not everyone seems to be aware of the saying of Allah's Messenger, "When any of you hears the summons to prayer while he has a vessel in his hand he should not lay it down till he finishes his drink". (Abu Dawud). Anas bin Malik reported the Apostle of Allah as saying," When super is brought, and the prayer begins, one should first take food". Consequently there is no need to rush over ,iftar.' For and drink should be finished before proceeding to prayer.

OTHER CASES

People are aware that forgetfulness in eating or drinking does not break a fast but they also remain doubtful about vomitting. Abu Darda has mentioned that God's Messenger vomitted & broke his fast. Abu Huraira too has spoken of vomitting as breaking the fast. With vomitting, which results in de-hydration or debilitating weakness or a feeling of illness, the above traditions can be kept in mind. However, a more authentic tradition narrated by Abu Huraira says, "If a fasting person vomits, that does not break his fast, for while he vomits he expels something and does not swallow any thing". Ibn-i-Abbas and Ikrama said, "Fasting means to stop taking food in, not taking it out" – (Bukhari). This saying of Ibn-i-Abbas and Ikrama has been alternatively rendered as: "A fast is broken by that which goes in the body, not that which comes out" (Bukhari). The latter rendition indicates a wider meaning and could include the ingestion of glucose drip and vitamin injections etc. which provide nourishment and strength i.e. 'food' to the body. However this should not include injections against typohid, cholera, tetanus etc, or antidotes for rabies, snake-bites and other poisons, which are only prophylactic or curative, and not a source of nourishment. The difference should be established before deciding whether a fast is broken or not. Allah grants according to the intention.

THE ESSENCE

There is also a charitable aspect to fasting which should not be overlooked. "The Prophet (Peace be upon him) was the most bountiful of all people, and he exceeded his own bounty in the month of Ramazan" (Bukhari). Ramazan is "a month in which the sufferings of the poor and the hungry must be attended" – (Mushkat-ul-Masabih).

The essence of fasting can be summed up in the Prophet's (peace be upon him) words, delivered in a sermon on the last day of Shaban. "A great month, a blessed month; a month containing a night which is better than a thousand months has approached you people. God has appointed the observance of fasting during it as an obligatory duty and the passing of its night in prayer as a voluntary practice. If someone draws near to God during it with some good act he will be like one who fulfils an obligatory duty another month, and he who fulfils an obligatory duty in it will be like one who fulfils seventy obligatory duties in another month. It is the month of endurance, and the reward of endurance is paradise. It is the month of sharing with others and a month in which the believers' provision is increased". To this the Prophet added "It is a month whose beginning is mercy, whose middle is forgiveness and whose end is freedom from hell".

"Allah desireth for your ease; He desireth not hardship for you; and (He desireth) that ye should complete the period, and that ye should magnify Allah for having guided you, and that peradventure ye may be thankful" – (Quran S. 2 vs. 185).

Dedication

Abacus of suffering–
frost-edged fields
of withered flowers–
a wilderness of yellow leaves.
This is my land–
offal in narrow lanes.
I write
for the miserable–
clerks, postmen, coolies,
labourers with bent knees,
peasants in the blistering sun.
It is for the widows
I write–for the orphans
and the unwed–
for the condemned
In their separate cells
and the stars
that will not last
through the night.

— Faiz
Translated by Daud Kamal

In our country

Have you heard
The songs of those
Unsung unheard heroes
Of your country
Have you seen
The tears that have
Fallen from the sky
On your land
In your country
Do you know, remember
The names of the people
Who have died
Are in jails
Who wanted freedom
In your country
And do you see the ones
Who have chains on their
Feet, thoughts and speech
Walking around pretending
That there is nothing wrong
That they are free
In our country.

–Arif Vigar

You and me

"Me and you
You and me
That's the way
It'll always be!"
"You and me" is a perfume,
poem and painting
And, of course, it is you and me!
Ah! yet so soon
All too soon
You are you
And I am I
Poles apart
Still well within reach
But worlds apart like
drift-wood-weed!

Ah! Torn apart
By you and me
And both of us!
Were we one-like
For just a while

Or was it a real life-time
An eternity
In a moment or two?

You couldn't help yourself
Your kind and crowd
Nor I myself
Our circumstances!
Ah! You and me
It could not be!

Ikram Azam